ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر حفیظ اللہ سرپرّہ
لیکچرر، براہوئی، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل اسلام آباد
نظام الدین
سینئر انسٹرکٹر، براہوئی، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل اسلام آباد
محمد یونس
سینئر انسٹرکٹر پشتو، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل اسلام آباد

فارسی زبان کے براہوئی شعراء

Dr. Hafeezullah Sarparra *
Lecturer Brahui, Pakistani Languages Dept. NUML, Islamabad.
Nizam ud Din
Lecturer Brahui, Pakistani Languages Dept. NUML, Islamabad.
Muhammad Younas
Senior Instructor, Pakistani Languages Dept. NUML, Islamabad.

***Corresponding Author:** hafeez.sarparra@numl.edu.pk

Brahui Poets of the Persian Language

The Brahui ethnic group, primarily residing in parts of Pakistan, Iran, and Afghanistan, has historically shared deep-rooted connections with Persian through various domains including historical, social, financial, religious, and literary interactions. Persian served as the official, academic, and secondary religious language for the Muslim Umma, second only to Arabic. Recognized for its cultural richness and literary prestige, Persian was perceived as a language of pride, dignity, and intellectual capability. Consequently, many writers and poets out of Iran also wrote in Persian language. This prestige encouraged many Brahuis to compose poetry in Persian, thereby enriching its literary tradition. The article aims to introduce these Brahui poets, highlighting their pivotal role in promoting Persian language and poetry in their region. Through their works, these poets

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

have not only preserved the linguistic and cultural heritage but also enhanced the literary landscape of Persian poetry.

Key Words: *Brahui, Persian, Poetry, Balochistan, poet.*

تعارف

براہوئیوں کا علاقہ وسطی بلوچستان ہے اس کے علاوہ یہ سندھ کے مختلف اضلاع میں بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ پاکستان کے علاوہ ایرانی صوبہ سیستان و بلوچستان اور افغانستان کے صوبہ ہلمند و نمروز میں بھی براہوئی بڑی تعداد میں آباد ہیں جبکہ کچھ براہوئی خاندان ہجرت کر کے ترکستان کے علاقے مرو(Merv)میں جا بسے ہیں۔ علاوہ از ایں براہوئیوں کی ایک بڑی تعداد خلیجی ممالک میں بھی رہائش پذیر ہے۔ مگر براہوئیوں کا اصل وطن سطح مرتفع قلات و خراسان ہے اور ان کی مادری و قومی زبان براہوئی ہے جو السنہ دراوڑی کے شمالی گروہ کی زبان ہے۔ ایم بی ایمینیو لکھتے ہیں کہ

> "Since 1٨80, the Brahui has been accepted as a Dravidian language." (Emeneau: 1980:316)

نامور عالمی ماہر لسانیات خصوصاً ماہر دراوڑیات ڈاکٹر ایم ایس اندرونوف براہوئی زبان کی طرح براہوئی نام کو بھی قدیم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ براہوئی قدیم دراوڑی لفظ وڑاکوئی 'شمالی پہاڑی لوگ' کی جدید صورت ہے۔(Andronov: 2006:6)

براہوئیوں کے ایرانیوں یا فارسیوں کے ساتھ ہمیشہ سے تاریخی، ثقافتی، مذہبی، معاشرتی، ادبی اور سیاسی تعلقات رہے ہیں۔ جب پندرویں صدی میں براہوئیوں نے ریاست قلات کی بنیاد رکھی تو فارسی کو ہی سرکاری زبان بنایا جو پاکستان کے ساتھ الحاق تک رہی۔ اس تمام دور میں جو کچھ لکھا، پڑھا گیا وہ فارسی میں تھا۔ عربی کے بعد اُمت مسلمہ کی دوسری بڑی اور تعلیمی زبان ہونے کے سبب خطے میں فارسی کا دور دورا تھا۔ یوں دیگر اقوام کی طرح براہوئیوں کا بھی فارسی زبان و ادب سے تعلق گہرا ہوتا گیا۔

فارسی ایران کی سرکاری و قومی زبان ہے۔ اس کے علاوہ یہ دری کی صورت میں افغانستان اور تاجکی کی صورت میں تاجکستان کی بھی سرکاری زبان ہے۔ اس کے علاوہ فارسی کئی صدیوں تک برصغیر پاک و ہند افغانستان، قلات اور ارد گرد کی دیگر ریاستوں کی سرکاری زبان رہی ہے۔ فارسی دنیائے لسانیات کے سب سے بڑے لسانی خاندان ہندیورپی کی شاخ ہندوایرانی گروہ کی زبان ہے۔(خانلری: جلد اول۱۳۶۵: ۱۷۸)فارسی دراصل پارسی کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

معرب ہے۔ ایران میں اسلام اور مسلمانوں کی آمد کے بعد پارسی کی بنیادی صوت "پ" عربی میں ناپید ہونے کے سبب "ف" میں بدل گئی یوں یہ خطہ پارس سے فارس اور زبان پارسی سے فارسی بن گئی۔ یہی پارسی یونانی میں پرسز اور مغرب میں پرشیا اور زبان پرشین کہلاتی ہیں۔ پارشی جنہیں مجوسی بھی کہا جاتا ہے یہ زرتشت کے پیروکار اور آگ کی پرستش کرتے ہیں ان کی مقدس مذہبی کتاب اوستا ہے جو قدیم فارسی کا ماخذ ہے۔

فارسی جدید میں علم و ادب کا ایک بڑا خزانہ موجود ہے۔ عربوں کے بعد ایرانیوں کی حکومتوں میں فارسی زبان نے ترقی کی مزید منازل طے کیں۔ فارسی کے پہلے شاعر رودکی سے لیکر تا حال فارسی نظم و نثر میں بے شمار کتابیں تصنیف کی گئیں۔ اس عہد کے نامور شعرا و ادبا میں رودکی، عمر خیام، شیخ سعدی، سنائی، حافظ شیرازی، مولانا جلال الدین رومی، جامی وغیرہ کے نام آتے ہیں۔ اس عرصے میں فارسی زبان و ادب نے شاہی سرپرستی کے سبب بڑی تیزی سے ترقی کی اور ایران کے علاوہ فارسی نے آس پاس کی تمام ریاستوں اور سلطنتوں میں اپنا لوہا منوایا اور مختلف ممالک کی سرکاری زبان کا درجہ پایا۔ ڈاکٹر عطاالله لکھتے ہیں کہ شاہی سرپرستی میں فارسی زبان نے بڑی تیزی سے ترقی کی عہد عباسیہ کے زوال اور غزنویوں کے ہندوستان میں ورود سے فارسی زبان، ترکی سے ہندوستان تک اہم زبان بن گئی۔ سرکاری دفاتر کے جملہ امور دری میں انجام پانے لگے، علم و ادب کی زبان بھی دری ہو گئی۔ قرون وسطیٰ سے دور جدید تک فارسی نے اتنی ترقی کی کہ آج دنیا کی اہم زبانوں میں شمار ہوتی ہے۔(خان،ع:۲۰۰۹: ۹۲)فارسی زبان صدیوں تک آس پاس کی تمام ریاستوں کی سرکاری و علمی زبان رہی ہے دیگر ریاستوں کے ساتھ ساتھ ایران کی ہمسایہ ریاست قلات (جو براہوئی زبان کی آماجگاہ ہے) جہاں براہوئیوں نے پندرہویں صدی عیسویں میں اپنی حکومت قائم کی تو دیگر ہمسائی ریاستوں کی طرح قلات کے فرمانرواؤں نے بھی اپنی ریاست کی سرکاری زبان فارسی کو قرار دیا اور تمام سرکاری امور فارسی زبان میں ہی انجام پانے لگے۔

براہوئیوں کی فارسی سے تعلقات

ایرانی صوبہ سیستان زمانہ قدیم سے ایک اہم تجارتی مرکز رہا ہے جہاں بلوچستان کے براہوئی بولنے والے بھی زمانہ قدیم سے آتے جاتے رہے ہیں جیسا کہ اندرونوف لکھتا ہے۔

> "The first reference to the Brahui was evidently made by Abu al- Istahri, an Arabian geographer of the 10th Century, when he wrote about "al-B-d-h people" who were wondering on a

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

vast territory to the west of Sindh, reared Bactrian camels and brought them for sale to the cities of Hasasan and Fars." (Andronov: 2006:8)

ایران اور بلوچستان کے باسیوں نے دین اسلام سے متاثر ہو کر اسے من و عن قبول کر لیا۔ دونوں خطوں کے اقوام نے اپنے قدیم عقائد کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا اور یوں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دونوں خطوں کے لوگ ملت اسلامیہ کی رو سے بھائی بھائی بن گئے۔ اسلامی دور میں عربی کے بعد فارسی ہی ملت اسلامی کی ملی زبان کی حیثیت سے ایشیاء کے مختلف خطوں میں اسلامی ریاستوں کی سرکاری و مذہبی زبان رہی۔ جس کی واضح مثال برصغیر، ایران، افغانستان، قلات و دیگر چھوٹی بڑی ریاستوں میں فارسی کا سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج ہونا ہے۔ ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ میں جگہ جگہ مدارس قائم ہوئے جہاں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں درس و تدریس کا سلسلہ چلتا رہا۔ اور مسلمانوں میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی زبان و ادب سے دلی لگاؤ پیدا ہوا۔ جب خضدار عربوں کا دارالحکومت بنا تو یہاں بھی مذہب کی بدولت عربی اور فارسی زبان خوب پھلی پھولی۔ اور یوں بلوچستان کے لوگ عربی کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے ساتھ بھی مذہبی لگاؤ اور دینی جذبہ کے تحت قریب تر ہو گئے۔ جیسا کہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر لکھتے ہیں کہ یہ سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ عرب، ایران اور بلوچستان کی تہذیبوں، ثقافتوں اور زبانوں کا پہلا سنگم قزدار (خضدار) ہی تھا۔ (کوثر: ۱۹۹۱: ۱۱) بلوچستان میں تو بیسویں صدی تک مدارس میں عربی اور فارسی میں تعلیم دی جاتی رہی بلکہ ہنوز جاری ہے۔ آج بھی بہت سے براہوئی فارسی زبان میں نماز کی نیت باندھتے ہیں۔ بلوچستان کے شہر ڈھاڈر کے قصبے درخان میں شیخ البلوچستان مولانا محمد فاضل درخانی کا قائم کردہ سب سے پہلا مدرسہ و مکتبہ درخانی جس کے علماء نے براہوئی کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی درجنوں کتب تصنیف و تالیف کیں اور بہت سی فارسی کتب کا براہوئی میں بھی ترجمہ کیا۔ یوں تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن پاک کے پہلے فارسی مترجم کی حیثیت حاصل ہے قرآن مجید کا پہلا قلمی فارسی ترجمہ بلوچستان کے علاقے مٹھڑی کے قصبے لہڑی میں ہوا۔ اس بارے میں ڈاکٹر عبدالرحمان براہوئی اپنے تحقیقی مقالے میں تحریر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا مکمل فارسی ترجمہ ۹۷۷ ہجری بمطابق ۱۵۶۹ء میں کیا گیا ہے۔ مترجم کا تعلق بلوچستان کے ضلع کچھی کے شہر مٹھڑی کے علاقہ لہڑی قصبہ تونیان سے ہے مترجم کا نام ابوالقاسم ابن مولانا سلطان محمد ہے۔ کلام پاک کا یہ فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (۲۱ فروری ۱۷۰۳ تا ۱۷۶۲) کے فارسی ترجمہ سے بہت پہلے کیا گیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔(براہوئی، ع:۲۰۱۸: ۱۵۵)اس کے علاوہ یہاں کے بہت سے براہوئی علماء جن کی تعلیم عربی و فارسی رہی ہے انھوں نے فارسی میں کئی مذہبی کتب تصنیف و تالیف کیں۔

براہوئی جدید ادب بھی فارسی کے زیر اثر ہے۔براہوئی میں تقریباً تمام ادبی اصطلاحات فارسی (بعض فارسی کے توسط سے عربی) کے ہی مروج ہیں۔ براہوئی میں فارسی کی بے شمار تشبیہات، استعارات، مرکبات وغیرہ کا استعمال جدید دور کے براہوئی شعراء کر رہے ہیں۔براہوئی میں علم بیان فارسی ہی کے اصولوں پر مبنی ہے اور اصطلاحات و تعریفات بھی ایک ہیں۔

براہوئی اور فارسی چونکہ ہمسایہ زبانیں ہیں اور صدیوں تک فارسی بلوچستان میں سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج رہنے کے سبب براہوئی سمیت یہاں کی دیگر تمام زبانوں پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے ہوئے ہیں۔عہد اسلامی میں فارسی ادب میں ایسے شاہکار نثری و شعری ادب پارے تخلیق ہوئے جن کے سبب پوری دنیا میں فارسی ادب کا ایک خاص مقام بنا اور دنیا کی مختلف زبانوں میں فارسی شعرا و ادباء کی تخلیقات کے تراجم ہوئے۔فارسی نے اس عہد میں بڑے بڑے نامور ادیب و دانشور پیدا کیے جن کے ادبی شاہکاروں کو دنیا آج تک ذوق و شوق سے پڑھتی ہے اور ان کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔ جن میں نمایاں طور پر فردوسی کا شاہنامہ فردوسی، عمر خیام کی رباعیات خیام، مولانا رومی کی مثنوی معنوی، حافظ شیرازی کی غزلیات حافظ اور شیخ سعدی کے گلستان و بوستان سرفہرست ہیں۔(عباس:۱۹۹۹: ۱۵)

اس زمانے میں ایران، افغانستان، بلوچستان، ہندوستان اردگرد کے تمام خطے میں فارسی کا ہی طوطی بولتا تھا اور اس خطہ میں جہاں کہیں کسی شخص کو اگر قدرت نے شاعری کا ملکہ عطا کیا تھا یا جس نے اکتساب علم کیا تھا ان سب کے لیے ذریعہ اظہار فارسی زبان ہی تھی۔شعر و ادب کے علاوہ صوفیائے کرام، علمائے کرام کی تقاریر و تحاریر سب ہی فارسی میں تھیں۔

بلوچستان جو کہ فارسی کے دو اہم مراکز ایران اور افغانستان سے متصل ہے اور تاریخی اعتبار سے یہ خطہ صدیوں تک ایران اور افغانستان (خراسان بزرگ) سے متعلق رہا یہاں فارسی کی اثر پذیری دیگر علاقوں کی نسبت زیادہ ہے۔بلوچستان نے بھی فارسی زبان کے بڑے نامور شعرا و مصنفین پیدا کیے ہیں۔ان شعرا میں براہوئی، بلوچی اور پشتو بولنے والے بہت سے نامور شعرا گزرے ہیں ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے بلوچستان کے قدیم دور کے ۲۴ شعرا کرام کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر شرافت عباس قیام پاکستان کے بعد سے فارسی کے ۵۰ شعراء کرام کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ذکر اپنی کتاب میں کرتے ہیں۔ پروفیسر اکبر ساسولی 'بلوچستان میں فارسی ادب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ' کے عنوان پر اپنا ایم فل کر چکے ہیں جن کا مقالہ ۲۰۲۲ میں براہوئی اکیڈمی نے کتابی صورت میں چھاپا۔ اس کے علاوہ قیوم بیدار نے سال ۲۰۲۲ میں 'سخن دِل' کے نام سے بلوچستان میں قدیم وجدید فارسی شعراء کی مکمل تفصیلات جمع کیں ہیں۔

بلوچستان میں فارسی شاعری کی تاریخ تقریباً ایک ہزار سال قدیم ہے اور ہنوز بہت سے مقامی شعراء فارسی میں سخن وری کر رہے ہیں۔ چونکہ مطالعہ کا مقصد فارسی زبان کے براہوئی شعراء ہیں لہٰذ یہاں ان براہوئی شعراء کرام کا مختصر ذکر کیا جائے گا جنھوں نے فارسی زبان کو خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

ملا محمد حسن براہوئی۔ مُلا محمد حسن براہوئی کا تعلق براہوئیوں کے معروف بنگلزئی قبیلے کی ذیلی شاخ بدوزئی کے طائفہ ٹھینگی زئی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے جد امجد علی داد خان قلات کے خان اعظم نوری نصیر خان (۱۷۹۴-۱۷۴۹) کے عہد میں دربار سے وابستہ تھے اور دوران اسیری نوری نصیر خان کے ساتھ وفاداری نبھائی تھی جس کے سبب "آغا" کا لقب ملا۔ ملا محمد حسن براہوئی کے والد عبدالرحمان مدتوں علاقہ کچھی کے نائب رہے۔ ملا محمد حسن اپنے تین بھائیوں میں نمایاں و ممتاز شخصیت کے مالک تھے جن کو والیان ریاست کا قرب حاصل ہوا۔ وہ خان محراب خان کے وزیر بھی رہے اور سیاست و تدبر کی بے پناہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا۔ چار زبانوں براہوئی، بلوچی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے بلکہ بلوچستان میں اردو کے پہلے شاعر کی نسبت سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ جبکہ وہ براہوئی کے بھی پہلے غزل گو شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ملا محمد حسن براہوئی بلبلِ قلات کے نام سے مشہور ہے۔(صابر، ۲۰۲۱، ۶۲) انہوں نے خان محراب خان کی انگریزوں کے ہاتھوں شہادت پر طویل نظم بھی لکھی۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے ان کے پانچ قلمی دیوان دریافت کیے جن چار فارسی زبان میں ہیں پانچویں نسخے کے دو حصے جن میں پہلا حصہ ۸۲ صفحات پر مشتمل فارسی مسدس ہے جبکہ ۶۲ صفحات پر اُردو دیوان ہے جو ۱۸۴۷ میں مکمل ہوا اور پانچ سو اوپر اشعار پر مشتمل ہے۔(براہوئی، م، ح، ۱۹۷۶، ۰۱) حصہِ اُردو ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے مرتب کر کے دسمبر ۱۹۷۶ میں مرکز ترقی ادب، لاہور سے چھپوایا تھا۔ 'گلدستہ قلات' کے نام سے مُلا محمد حسن کے منتخب غزلیات وقطعات و رباعیات شیر علی بنگلزئی نے مرتب کیے جسے جون ۱۹۷۳ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے چھاپا۔ جبکہ ملا محمد حسن کی پندو نصائح کی کتاب 'حسنیا' جو حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؒ کے تطبع میں تحریر کی گئی ہے۔ اسے اختر علی بنگلزئی نے مرتب کر کے اکبر رئیسانی کے اُردو ترجمے کے ساتھ دسمبر ۲۰۱۰ میں چھاپا ہے۔ جو ۸۲ صفحات پر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

مشتمل ہے۔اس میں شیخ سعدی کے کریما کی فکر اور انداز بیان کے اثرات اس کتاب میں نمایاں ہیں۔اس کے علاوہ ملا محمد حسن براہوئی کی فارسی دواوین اور دیگر قلمی نسخے ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے ہیں۔

مُلا محمد حسن براہوئی کا پہلا فارسی دیوان ۱۸۴۶ میں مکمل ہوا اور اس میں ۱۳۵۴۱ اشعار ہیں۔دوسرا دیوان ۱۸۵۳ میں مکمل ہوا جس میں پانچ ہزار سے زائد اشعار درج ہیں۔تیسرے دیوان کے ابتدائی اور آخری اوراق اُفتادہ ہیں جبکہ چوتھے دیوان میں اشعار کی تعداد ۷۰۰۰ کے قریب ہے جس میں غزلیات،قصائد، قطعات، مخمسات، رباعیات اور فردات شامل ہیں۔ملا محمد حسن کا کلام لطافت، ندرت، روانی اور سادگی سے مملو ہے ان کے ہاں وقوع گوئی اور معاملہ فہمی جو سبک ہندی کے شعراء کی خاصیت ہے کا خاصہ چرچا ہے۔محبوب کا سراپا بھی عام ہے حمد و نعت سے لگاؤ ان کے مذہبی احساسات کا مظہر ہے۔(کوثر،۱۹۶۸،96-87)

سال ۲۰۱۶ میں ان کے خانوادوں میں سے حاجی اختر علی بنگلزئی نے ان کے فارسی دواوین سے نعت رسول ﷺ مرتب کر کے نعتیہ مجموعہ شائع کیا۔ملا محمد حسن براہوئی کی فارسی نعت کا نمونہ کلام یوں ہے۔

محمد کہ نزدش شر فناک بود

کہ شانش بلند تر زافلاک بود

شفیع اوست درہر دو عالم حسن

مبدا امان او دست خود را بزن (براہوئی،م،ح،۱۲۱،۲۰۱۶)

مولاداد۔ میر مولاداد براہوئی،فارسی اور اُردو کے عظیم شاعر ملا محمد حسن براہوئی کے فرزند تھے۔بنگلزئی کے طائفہ ٹھینگی زئی سے تعلق رکھتے تھے۔وہ ۱۸۳۹ میں پیدا ہوئے۔علوم متداولہ اپنے والد بزرگوار سے پائی۔مولاداد کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ان کا ایک فارسی دیوان چھپ چکا ہے جس پر سن اشاعت تحریر نہیں۔مولاداد کا انتقال ۱۳۲۴ ہجری میں ہوا۔میر مولاداد کے دیوان کے بارے میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر تحریر کرتے ہیں کہ دیوان مولاداد ۱۷۴ صفحات پر مشتمل ہے اشعار کی تعداد ۲۱۰۰ کے لگ بھگ ہے۔غزلیات کے علاوہ ۲۰ رباعیات،۳۰ مخمسات، مسدسات(۹ بند) ترجیع بند(۲۷ بند)، قصیدہ وصفیہ (۱۶۸ اشعار)، مثنوی بدرگاہ عزو جل او ہمہ(۱۸۱ اشعار) اور چہل سلام سید المرسلین بہ تتبع مولانا جامی (۱۳۱ اشعار) موجود ہیں۔(کوثر:۱۹۶۸: ۱۶۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

میر مولاداد نے دیوان میں مختلف مقامات پر حضرت محمد ﷺ کی شان میں عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں اور اُن کی غزلوں میں آپؐ سے گہری اُنسیت اور محبت کا اظہار ملتا ہے۔میر مولاداد نے سال ۱۹۰۶ میں وفات پائی۔ان کا فارسی نمونہ کلام یوں ہیں۔

زشرّ نفس سرکش خایفم بسیار، یااللہ
تواین خوف وخطر از خاطرم بردار یااللہ
دلم راپاک دار از شرک، جاری کن زبانم را
کہ تاہر لحظہ خوانم، ذکر استغفار یااللہ
دلم از خوف قہاریت مثل بیدمی لرزد
زبانم می کندلا تقنطوا تکرار یااللہ
بہ صد عجز وتضرّع بندہ مولادادمی گوید
گناہم بخش بر آن احمد مختار یااللہ (کوثر،۱۹۶۸، ۱۶۲)

رسول بخش رہی۔ رسول بخش رہی قلات کے براہوئی تھے۔برطانوی عہد میں شکار پور کلیکٹریٹ سے بطور منشی ملازمت کا آغاز کیا بعد میں مختار کار بنے۔خان خدائیداد خان کی رحلت کے بعد قلات میں فسادات شروع ہوئے توحکومت برطانیہ نے رہی کو قلات بھیجا بعد ازاں اُن کی خدمات کے صلے میں انہیں خان بہادر کالقب دیااور ڈپٹی کلکٹر کے منصب سے سرفراز کیا۔رہی نے غزل، مخمسات اور دوہے لکھے ہیں انہوں نے غزلوں میں سعدی صائب وحافظ کے کلام کو پیش نظر رکھاہے ان کاکلام محض عشق ومحبت کی داستان پر مبنی نہیں بلکہ اسمیں زندگی کی بعض حقیقتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔رہی کاانتقال ۱۹۱۲ میں شکارپور میں ہوااور وہی دفن ہے۔رہی کے چھوٹابھائی غوث بخش خاکی بھی فارسی کے باکمال شاعر تھے۔رہی کے مخمسے کانمونہ یوں ہے

ای زاہد اگر صنم نہ دیدی
از باغِ رخش گلی نچیدی
بیہودہ توگوشہ ای گزیدی
اینست بہشت اگر شنیدی
کز دیدن او جوان شود پیر (Sadarangani,1956,295)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

خاکی۔ نام غوث بخش تخلص خاکی قلات کے براہوئی تھے اور نامور فارسی شاعر رہی کے چھوٹے بھائی تھے جیکب آباد میونسپلٹی میں میر منشی تھے۔ خاکی نے آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک سے اپنی عقیدت کے اظہار کی خاطر سوز و گداز سے لبریز نعتیں لکھی ہیں۔ وہ" برات نجات خاکی" کے مصنف ہیں۔انھیں قصیدہ میں مہارت حاصل تھی۔ اپنے بھائی رسول بخش رہی کی مدح میں بھی ایک قصیدہ لکھا ہے۔اُن کا اسلوب بیان بڑا دلکش اور صناع بدائع کا عمدہ استعمال کیا ہے۔ خاکی ۱۹۰۷ میں فوت ہوئے۔ نمونہ کلام یوں ہے۔

ز ھجر آن شکر لب خُسرو شیرین دھن "خاکی"
غمی چون بیستو بر تن دلی چون کوہکن دارم
مسلمانان نخواہم کرد ازی توبہ من ہرگز
کہ دل در بند زلفِ کافر توبہ شکن دارم (Sadarangani,1956,300)

مولانا نبو جان۔ اُنیسویں صدی کے اواخر میں جب انگریز سرکار نے ریاست قلات کے براہوئیوں کو سادہ لوح اور انپڑھ جان کر انہیں عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور اس مقصد کے لیے عیسائیوں کی مذہبی کتاب انجیل مقدس کے مختلف ابواب کو براہوئی میں ترجمہ کرواکر براہوئیوں میں تقسیم کیے۔ شیخ الاسلام ملا محمد فاضل درخانی رئیساڑی جنہوں نے قصبہ درخانی ڈھاڈر میں براہوئیوں کو دینی تعلیم دینے کی غرض سے مدرسہ درخانی قائم کر رکھا تھا انگریزوں کے اس مکروہ ادارے کو بھانپ کر انگریز مشینری کا مقابلہ کرنے اور براہوئیوں کو عیسائی بننے سے روکنے کے لیے اس مدرسہ کو مکتبہ میں تبدیل کیا اور تحریری و تقریری طور پر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کار خیر میں مولانا نبو جان اُن کے ابتدائی ساتھیوں اور مبلغین میں سے تھے جنہوں نے عیسائی مشینری کے عزائم خاک میں ملا دیے اور عیسائی مشینری بلوچستان کے ایک بھی براہوئی یا بلوچ کو عیسائی نہ بنا سکا۔ مولانا نبو جان زندگی بھر تبلیغ حق و اصلاح معاشرہ کا کام سرانجام دیتے رہے اور معاشرے میں موجود قبیح وجاہلانہ رسوم کے خلاف لکھتے رہے۔

مولانا نبو جان کا تعلق براہوئیوں کے معروف قبیلے قلندراڑی سے ہے وہ ۱۸۵۱ میں مستونگ کے قریب چوتو کے مقام پر محمد رمضان قلندراڑی کے ہاں پیدا ہوئے۔ مولانا نبو جان براہوئی اور فارسی کے ایک عظیم نغز گو شاعر اور عمدہ انشاپرداز تھے۔ آپ کے فارسی سے براہوئی تراجم اور براہوئی شاعری کی کتاب بھی چھپ چکی ہے۔ ان کے صاحبزادے معروف براہوئی شاعر مولانا عبدالمجید چوتوئی نے اپنے مجموعہ "گلشن راغبین و غزلیات کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

آخر میں ان کی فارسی زبان میں مناجات بھی درج کی ہے۔ جو ۱۹۴۱ میں چھپی۔ اس مناجات کے ساٹھ بند ہیں اور ہر بند میں چار مصرعے ہیں۔ ان کے اشعار دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں اس لیے خلوص اور صمیمیت کا دور دورہ ہے جس کے کچھ بند یوں ہیں۔

یارب تو دانی — من بندہ فانی
کن مہربانی — استغفر اللہ
من ماندہ گل — شرمندہ در دل
کن مشکلِ حل — استغفر اللہ (کوثر:۱۹۶۸: ۱۷۶-۱۷۳)

مُلا مزار بدوزئی۔ مُلا مزار بدوزئی کا تعلق معروف براہوئی قبیلہ بنگلزئی کے ذیلی طائفہ بدوزئی سے تھا۔ وہ مستونگ کے علاقہ اسپلنجی میں پیدا ہوئے۔ مُلا مزار بدوزئی بلوچستان کے ہفت زبان شاعر ہے انہوں نے براہوئی، بلوچی، فارسی، اُردو، سندھی اور سرائیکی زبانوں میں شاعری کی ہے اور براہوئی ادب میں اپنی مزاحمتی شاعری کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ بیسویں صدی کی اوائل میں جب انگریز ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل نے سبی دربار کے موقع پر سرداروں کو حکم دیا کہ ان کی بھگی ریلوے اسٹیشن تک کھینچ کر لے جائیں تو سرداروں نے انگریز سرکار کی خوشنودی پانے کے لیے ایسا ہی کیا ملا مزار نے یہ نظارہ دیکھا تو اُن سے نہ رہا گیا سرداروں کے اس حقیر حرکت پر براہوئی میں ایک طویل مزاحمتی نظم 'لاٹ ئنا بھگی' کے نام سے لکھی جسے بعد میں بلوچی، اُردو، سندھی اور سرائیکی میں بھی تحریر کیا یہ نظم تاریخ کا حصہ بن گئی اور ان کی شخصیت و کردار کو امر کر دیا اُن کی یہ نظم آج بھی کافی مشہور ہے۔

ڈاکٹر قیوم بیدار لکھتے ہیں کہ ملا مزار بدوزئی کئی بار حضرت سلطان باہو کے دربار جھنگ (پنجاب) میں حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ سے منسلک ہو گئے اور فیضِ باطنی سے بہرہ ور ہوئے یوں اُن سے اثر لیا اور درویش صاحب حال مشہور ہوئے اور اپنی عالم کیف و مستی براہوئی و فارسی میں بیان کیا۔ انہوں نے حضرت سلطان باہو سے اپنی نسبت کا اظہار یوں کیا ہے۔

سلطان باہو پادشاہ ایزد بدادہ سلطنت
وان شاہ میران غوث حق امداد کردہ منزلت
حق راز خود بشناختی، ہر دو جہان انداختی
باہو محبت ساختی در شور گشتہ مسکنت

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلّہ

نور است احمد مصطفیٰ بر نفس خود کردی عطا
در سینہ اش ہر دم صفا آن بلبلی آن گلشنت
در گاہ تو سایل ہزار گویند ہر یک زار زار
ذیشان یکی عاصی مزار دستم بود بر دامنت (بیدار، ۳۳۴، ۲۰۲۲)

یہ ان براہوئی شعرا کرام کا تذکرہ تھا جو اس عہد میں فارسی میں طبع آزمائی کرتے تھے جب ریاست قلات کی سرکاری زبان فارسی تھی اب چونکہ ریاست قلات مملکت پاکستان کا حصہ ہے اور یہاں کی سرکاری و قومی زبان اردو ہے بعض دیگر شعراء کرام کی طرح براہوئی شعراء بھی اپنی مادری زبان براہوئی کے علاوہ اردو میں طبع آزمائی کر رہے ہیں ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے وابستہ شعراء کرام کی بڑی تعداد آج بھی فارسی میں شعر گوئی کرتی نظر آتی ہیں۔ جن میں سے کچھ خاص نام مندرجہ ذیل ہیں۔

اسحاق سوز سمالاڑی براہوئی۔ اسحاق سوز کا تعلق ضلع مستونگ کی سب تحصیل شیخ واصل جدید آباد سے ہے۔ وہ ۱۹۴۶ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق براہوئیوں کے معروف قبیلہ سمالاڑی سے ہے۔ براہوئی میں ان کے کئی شعری مجموعے چھپ چکے ہیں۔ براہوئی ادب میں انھیں غالب براہوئی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ براہوئی کے علاوہ وہ فارسی، سندھی اور اردو میں بھی شعر لکھتے ہیں۔ شاعری و علم عروض میں فدا شیخ مرحوم کے شاگرد ہیں۔ سوز کا براہوئی کلام ہو یا فارسی زیادہ تر رجحان غزل کی جانب ہے۔ غزل کے لیے رواں اور مختصر بحر پسند کرتے ہیں۔ کلام میں پختگی ہے مطالب اور تراکیب میں غنائیت ہے۔ سوز کی فارسی غزلیات کا مجموعہ 'بہارِ دِل' ۲۰۲۲ میں چھپ چکا ہے۔ مجموعے میں پروفیسر صدف چنگیزی ان کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ 'سوز کے یہاں حافظ سے اس طرح استفادہ ہے جیسے بہار کی آمد پر کھلے دشت میں برف پگھل کر جگہ جگہ سے زمین کو اپنی نو دمیدہ ہریالی کے ساتھ ظاہر کر رہی ہو اور برف کی خنک نمی کے ساتھ زمین کی خوشبو بھی آزاد ہو رہی ہو۔ (سوز، ۲۰۲۲، ۶)۔ سوز کی شعری مجموعے میں فارسی کے نامور شاعر اور اُستاد پروفیسر علی بابا تاج لکھتے ہیں کہ 'اسحاق سوز شاعر بے بدل و محبوب بلوچستان است و حالا اشعار شان او در فارسی نیز می خواہند۔ اشعار ایشان مملو از نکات عرفانی و فکری است و در سراہیدن شعر فارسی اتباع از حافظ و اقبال می کنند و الہام می گیرند۔' (سوز، ۲۰۲۲، ۱۰) ان کی فارسی شاعری کا نمونہ یوں ہے۔

تکیہ بر دنیا مکن عالی جناب
فرِّ دارا شُد کجا افراسیاب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

اے مشو مغرور در این پنج روز
زندگی چون است مانندِ حُباب
ہر کہ آید میرود دراہِ عدم
کُلُّ نفس بُبین در اعلیٰ کتاب
گر تُو خواہی منزلِ اعلیٰ رسی
پس کہ از گوشہ نشینان سرمتاب
ہر کہ دارد دشمنی با عارفان
میشود برباد، باشد در عذاب
ہر کہ با ختستان کُند جور و ستم
جائے اُو دوزخ بُوَد روزِ حساب
سوز عاجز در میانِ دشمنان
"المدد یا شاہِ مردان بوتراب"(سوز،2022،71-70)

پیرل زبیر اڑی۔ پیر محمد پیرل زبیر اڑی کا تعلق براہوئیوں کے معروف قبیلہ لہڑی کے ذیلی شاخ زبیر اڑی سے ہے۔ ضلع مستونگ کے علاقہ دشت عمر ڈھور میں ۱۹۳۰ میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور عربی میں تحصیل علم کیا۔ براہوئی میں ان کے کئی شعری مجموعے چھپ چکے ہیں۔ ان کی شاعری فطرت نگاری و منظر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اسی لیے انھیں براہوئی ادب میں شاعر فطرت کا لقب دیا گیا ہے۔ زبیر اڑی براہوئی شاعری میں منظر نگاری کے امام ہیں۔(سرپرہ:۲۰۱۸: ۱۳۱) پیرل براہوئی کے علاوہ بلوچی اور فارسی کے بھی بہت عمدہ شاعر ہیں۔ فطرت نگاری و منظر نگاری ان کی فارسی شاعری میں بھی بھرپور انداز میں ملتی ہے۔ مگر ان کے فارسی کلام کا مجموعہ ابھی تک شائع نہیں ہو سکا ان کا فارسی کلام مختلف جرائد و رسائل میں شائع ہوتا رہا ہے۔ شرافت عباس ان کی فارسی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کے کلام میں روانی اور برجستگی کے ساتھ ساتھ ایک ایسی شاعرانہ وارفتگی ملتی ہے جو پڑھے والے کو اپنے ساتھ بہالے جاتی ہے زبان و بیان پر قدرت رکھتے ہیں کلاسک اور روایت کا پورا پورا شعور ان کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ نمونہ کلام یوں ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

پر کن تو جام ساقی وقت بہار آمد
مخمور کن چنانم روز خمار آمد
پیرل طمع مخواہی گاہی زما ہرویاں
چون ماہ خوبی شان ناپایدار آمد (عباس،۱۹۹۹، 145)

مولانا عبدالخالق ابابکی۔ مولانا عبالخالق کا تعلق معروف براہوئی قبیلہ ابابکی سے ہے۔ وہ مستونگ کے گاؤں سلطان کاریز میں مارچ ۱۹۵۲ میں پیدا ہوئے۔ براہوئی کے نامور شاعر و مصنف و مترجم ہیں۔ مدرسہ جامعہ اشرفیہ مستونگ میں مہتمم اور درس و تدریس سے وابستہ تھے بعد میں اسی مدرسے کے سرپرست بنے۔ مولانا عبدالخالق ابابکی براہوئی میں درجن سے زائد جبکہ براہوئی سمیت فارسی، اردو، پشتو، سندھی اور عربی میں پچاس کے قریب کتابیں لکھ چکے ہیں۔ فارسی ادب سے شیخ سعدی کا بوستان (باغ براہوئی) اور گلستان (پھل براہوئی) کے نام سے براہوئی میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ جبکہ ان کی فارسی شاعری کا مجموعہ "نجم کاروان" جامعہ اشرفیہ مکتبہ ابابکی مستونگ سے ۱۹۹۵ میں شائع ہو چکا ہے۔ وہ کبھی عبد اور کبھی عبدل تخلص استعمال کرتے تھے۔ (غرشین، ۲۰۱۶، 20-7)۔ جبکہ ابابکی اور براہوئی بھی تخلص استعمال کرتے تھے (عباس، ۱۹۹۹، ۲۱۵) نمونہ کلام یوں ہے۔

مفتون جنون ہستم بد حال نگون ہستم
از عشق ہمیں یارم بیھوش زبون ہستم
بیچارہ براہوئیم از عمر گزر کردم
کز ساغر وصل او محروم کنون ہستم (عباس، 1999، 218)

ڈاکٹر حکیم محمد قاسم عینی خارانی۔ ڈاکٹر حکیم محمد قاسم عینی مولانا محمد عینی کے ہاں خاران میں ۱۹۳۳ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق براہوئیوں کے معروف قبیلہ سرپرّہ کے طائفہ مسکانزئی سے تھا۔ آپ دینی علوم سے بہرہ ور تھے۔ آپ حصول علم کے لیے پاکستان کے کونے کونے میں گئے اور اسلامک کلچر میں ڈاکٹریٹ کیا۔ فارسی، عربی اردو اور انگریزی پر بھی مکمل دسترس حاصل تھی جس کے ساتھ ساتھ دینی علوم اور فارسی ادب پر کمال مہارت رکھتے تھے۔ (ساسولی، ۲۰۲۲، ۱۸۰) آپ نے ۱۵ سے زائد منظوم و منثور کتب تالیف کی ہے۔ ان کا فارسی کلام 'حکمت و فلسفۂ حیات' کے نام سے ۱۹۹۲ میں خانہ فرہنگ، اسلامی جمہوری ایران، کوئٹہ کی جانب سے چھپ چکا ہے۔ (بیدار، ۲۰۲۲، ۱۶۸) محمد عینی خارانی کی شاعری میں پند و نصیحت و اخلاق کی باتیں ہیں شائستگی و روانی کے ساتھ سلیس اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلّہ

آسان زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ مذہبی اسکالر ہونے کے ناتے آپ کے کلام میں دین اسلام کی چھاپ ہے۔ پیشہ حکمت کے ساتھ معلم بھی ہے۔(ساسولی، ۲۰۲۲، ۱۸۱)ان کا نمونہ کلام یوں ہے۔

عقل

عقل باشد موجد علم وہنر
علم وفن محتاج عقل است ای پسر
عقل شوں از علم وفن گردد جدا
علم وفن عاجز بود چون کور وکر
گرچہ قارون باشد وشاہِ جہاں
لیک بی عقل است ہچوں گاؤ وخر (بیدار،2022، ۱۷۱)

میر گل خان نصیر۔ میر گل خان نصیر ۱۹۱۴ کو نوشکی میں میر حبیب خان کے مینگل کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہ براہوئیوں کے معروف قبیلہ مینگل کے طائفہ پائند خیل سے تعلق رکھتے تھے۔ نصیر بلوچستان کے نامور سیاستدان، صحافی، شاعر ونثر نگار تھے۔ انہوں نے براہوئی، بلوچی اور فارسی میں شاعری کی ہے مگر ان کے کلام کا بیشتر حصہ بلوچی میں ہے بلوچی ادب میں انہیں ملک الشعراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صوبہ کی حیثیت پانے کے بعد بلوچستان میں نیپ کی قوم پرست حکومت آئی تو میر گل خان نصیر کابینہ کا حصہ بنے اور بلوچستان کے پہلے وزیر تعلیم، صحت اور انفارمیشن کی حیثیت سے خدمات سر انجام دی۔ میر گل خان نصیر ۶ دسمبر، ۱۹۸۳ کو ڈ ایسٹ ہسپتال کراچی میں کینسر کے موذی مرض کے ہاتھوں چل بسے۔

میر گل خان کی فارسی کے حوالے سے ۳۰ کے قریب نظمیں وغزلیں ہیں ان کا فارسی نمونہ کلام یوں ہے۔

آں شہید ملت قوم ووطن
یعنی آں محراب حق باطل شکن
من فدائے آن شہ عالہ نژاد
چون حسینؓ ابن علی اندر جہاد
چوں کفن بردوش آمد سر بکف

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

کرد باما شرح درد لا تحف
برق و تندر بر صف افرنگ زد
نعرہ مستانہ روزے جنگ زد
سر بداد و قوم را آزاد کر
غازیاں را جرا تش دلشاد کر (بیدار،2022،۳۹۰)

جوہر براہوئی۔ علامہ جوہر براہوئی سال ۱۹۵۰ میں تریچانی ضلع سکھر میں عالم دین قاضی عبدالکریم ذبیح کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق براہوئیوں کے معروف قبیلہ ساسولی سے ہے۔ جوہر براہوئی کے آباء ضلع خضدار کے علاقے زیدی سے ہجرت کر کے سندھ چلے گئے اور وہیں آباد ہوئے۔ جوہر براہوئی نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد ضلع دادو کے علاقے میہڑ کے قصبہ فرید آباد میں مدرسہ محمدیہؐ کے مہتمم اور سرپرست کے طور پر خدمات سر انجام دے رہے ہے۔ وہ براہوئی کے علاوہ اُردو، سندھی اور فارسی کے عالی مرتبہ شاعر و نثر نگار ہے۔ ان کی دو درجن سے زائد کتابیں براہوئی، سندھی، اردو اور فارسی میں چھپ چکی ہیں۔ اُن کی فارسی کلام میں غزل اور قطعات شامل ہیں۔ علامہ جوہر براہوئی کا فارسی نمونہ کلام یوں ہے۔

نگاہِ نازک گلاب داری
ز عاشقان صد حجاب داری
بیا بہ ما کن شراب نوشی
اگر خیالِ ثواب داری (بیدار،2022،۴۰۶)

ملک داد شاہوانی۔ ملک داد شاہوانی قلات میں میر سفر خان شاہوانی کے ہاں سال ۱۲۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ وہ براہوئی کے معروف قبیلہ شاہوانی سے تعلق رکھتے تھے۔ ملک داد براہوئی اور فارسی کے عمدہ شاعر، ادیب اور سخن پرداز تھے۔ ملک داد شاہوانی کے فارسی کلام کا نمونہ یوں ہے۔

در دلم عکس آن نگار آمد
چوں بہ ویرانہ بہار آمد
راحت دل دہ ہمیں رہ عشق
بی محبت چہ زیست کار آمد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلّہ

کار عشق است، ہر چہ پیش آید

چرا عاشق بہ ننگ و عار آمد (بیدار،2022، 416)

ماحصل

بلوچستان کے بعض علاقے زمانہ قدیم سے ایرانی سلطنت کا حصہ رہے ہے۔ ایران کے علاوہ اردگرد کی تمام ریاستوں میں سرکاری و تعلیمی زبان فارسی تھی اس کے علاوہ عربی کے بعد فارسی اُمت مسلمہ کی دوسری بڑی زبان ہے۔ سرکاری، مذہبی اور تعلیمی زبان ہونے کے ناطے فارسی نے ایران سے باہر تمام زبانوں اور ثقافتوں پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے اسی طرح فارسی زبان میں تخلیق ہونے والے شاہکار ادب نے بھی دنیائے ادب کو متاثر کیا۔ فارسی ادب میں عمر خیام، فردوسی، مولانا رومی، حافظ، شیخ سعدی اور بہت سے دیگر گوہر نایاب پیدا ہوئے جنھیں عالمی شہرت ملی اور ان کے کلام کے تراجم دنیا کی بہت سی زبانوں میں ہوئے۔ اسی طرح ایران سے باہر برصغیر میں بھی فارسی کے نامور شعراء پیدا ہوئے جنھوں نے فارسی شاعری کو بام عروج پہ پہنچایا۔ اس زمانے میں فارسی میں شعر گوئی طرہ امتیاز سمجھا جاتا تھا یوں بہت سے خطوں اور اقوام میں فارسی شعر و ادب پروان چڑھی۔ بلوچستان کے شعراء بھی فارسی سخن گوئی میں کسی سے پیچھے نہ رہے بلکہ یہاں بھی فارسی شاعری کے بڑے بڑے نام پیدا ہوئے جن میں ملا محمد حسن براہوئی، ناطق مکرانی، گل زیب مگسی، شئے درفشاں، عبدالعلی اخوندزادہ اور بہت سے دیگر معروف ہیں۔ براہوئی ریاست قلات کی سرکاری زبان بھی فارسی تھی چنانچہ دیگر اقوام کی طرح براہوئیوں میں بھی فارسی شعر گوئی پروان چڑھا یوں بہت سے شعراء کرام براہوئی کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی طبع آزمائی کرنے لگے اور بلوچستان میں فارسی ادب کے دامن میں اپنا حصہ ڈالا۔ قیام پاکستان کے بعد جبکہ اس خطے کی سرکاری زبان فارسی سے اُردو میں بدل گئی تاہم آج بھی مدارس میں فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہاں کے لوگ بڑے ذوق سے فارسی سیکھتے، بولتے اور اُس میں طبع آزمائی بھی کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی آج بھی یہاں کے لوگوں میں مقبول ہے۔ براہوئیوں میں فارسی کے بڑے بڑے شعراء کرام پیدا ہوئے ہیں جن میں سے بعض کے مجموعۂ کلام موجود ہیں۔ بلوچستان کے نامور محقق ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اپنے دور میں اکثر شعراء کرام کے قلمی دواوین و مجموعے دریافت کر لیے تھے مگر ان میں سے اکثر آج تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فارسی زبان کے ادارے اس خطے کی شعری تخلیقات کو کتابی صورت دے کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کریں تاکہ اُن کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

تجزیہ و تنقیدی جائزہ لیے کے لیے آئندہ کے محققین و ناقدین کے لیے راہیں کھلیں اور اس خطے کے فارسی شعراء کو اُن کا ادبی مقام مل سکے۔

کتابیات

براہوئی، عبدالرحمان، ڈاکٹر، ۱۹۸۲، 'براہوئی زبان و ادب کی مختصر تاریخ'، مرکزی اردو بورڈ، لاہور

براہوئی، عبدالرحمان، ڈاکٹر، ۲۰۱۸، 'بلوچستان میں دینی ادب'، براہوئی اکیڈمی پاکستان، کوئٹہ

براہوئی، عبدالرحمان، ڈاکٹر، ۲۰۲۱، 'براہوئی قدیم شعراء' (حصہ اول)، چھاپ دوم، براہوئی اکیڈمی پاکستان، کوئٹہ

براہوئی، سمالاڑی، سوز، محمد اسحاق، ۲۰۲۲، 'بہارِ دل'، براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ

براہوئی، محمد حسن، مُلا، ۱۹۷۸، 'کلیات محمد حسن براہوئی'، مرتب۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مجلس ترقی ادب، لاہور

براہوئی، محمد حسن، مُلا، ۲۰۱۶ 'حمد و نعت'، مرتب۔ حاجی اختر علی بنگلزئی، براہوئی اکیڈمی پاکستان، کوئٹہ

بیدار، عبدلقیوم، ۲۰۲۲، 'سُخنِ دل'، خانہ فرہنگ، اسلامی جمہوری ایران، کوئٹہ

خان، محمد عطاالله، ڈاکٹر، ۲۰۰۹، 'اردو اور فارسی کے روابط'، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

خانلری، ناتل، پرویز، ڈاکٹر، ۱۳۶۵ ہجری شمسی، 'تاریخ زبان فارسی'، جلد اول، چاپخانہ کتیبہ تہران، ایران

ساسولی، اکبر علی، پروفیسر، ۲۰۲۲، 'بلوچستان میں فارسی ادب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'، براہوئی اکیڈمی کوئٹہ

سرپرہ، حفیظ، جنوری ۲۰۱۸، 'براہوئی پُو سکُنا شاعری ٹی ندارہ کشی'، براہوئی اکیڈمی پاکستان، کوئٹہ

صابر، عبدالرزاق، ڈاکٹر، پروفیسر، ۲۰۲۱، 'براہوئیات کے خوشے'، براہوئی اکیڈمی، کوئٹہ

عباس، شرافت، پروفیسر، فروری ۱۹۹۹، 'بلوچستان میں فارسی شاعری کے پچاس سال'، کوثر پبلشرز، ریگل پلازہ جناح روڈ، کوئٹہ

غرشین، فضل الرحمان، سید، ۲۰۱۶، 'مولوی عبدالخالق ابابکی ایک تعارف اور ان کی فکری و فنی جہتیں'، براہوئی اکیڈمی کوئٹہ

کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر، ۱۳۵۱ ہجری شمسی، 'شعر فارسی در بلوچستان'، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی۔

کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر، ۱۹۶۸، 'بلوچستان میں فارسی شاعری'، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ

کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر، مارچ ۱۹۹۱، 'بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ'، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-28

Andronov, Mikhail S.,(2006)," Brahui, a Dravidian Language", Muenchen, LINCOM, Gmunderstr. 35 D-81379, Europe.

Emeneau, M.B.,(1980)," Language and Linguistic Area"1980, (Selected and Introduced by Anwar S.Dil) California, Stanford University press

Sadarangani, H.I., Dr, 'Persian Poets of Sindh', 1956, Sindhi Adabi Board, Sindh